غرور اور مغالطہ

نور اکینہ قاضی

انسان کا دل ایک قلعہ کی مانند ہے۔ اس قلعے کی ایک چہار دیواری ہے' اس چہار دیواری میں روزن اور دروازے ہیں۔ دل کا مسکن عقل ہے' جس کی سلامتی پر انسان کی سلامتی منحصر ہے۔ فرشتے بھی اس میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس قلعے کی ایک پناہ گاہ ہے۔ اس میں خواہشات بستی ہیں' اور شیاطین آمدورفت رکھتے ہیں۔ قلعے والوں اور پناہ گاہ والوں میں لڑائی رہتی ہے۔ شیاطین قلعے کے گرداگرد گھومتے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پہرے دار غافل ہو جائے یا کسی روزن سے ہٹ جائے تو قلعے میں گھس پڑیں۔ لہٰذا پہرے والوں کو چاہیے کہ ان کو قلعہ کے جن جن روزنوں اور دروازوں پر متعین کیا گیا ہے ان کی حفاظت کی طرف سے لحظہ بھر کے لیے بھی غافل نہ ہوں۔ کیونکہ دشمن تاک میں لگا ہوا ہے' موقعہ کا منتظر ہے۔ کسی نے حسن بصری سے پوچھا تھا: شیطان کبھی سوتا بھی ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا تھا: اگر سوتا تو ہم لوگوں کو بہت راحت ملتی۔ پہرے داروں کی غفلت سے شیطان دل کے قلعے میں داخل ہو جاتا ہے۔ کبھی کوئی پہرے دار اپنی غفلت سے خواہش نفس کی موافقت کر کے خوش دلی سے لشکر شیاطین میں شامل ہو جاتا ہے۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ شیطان کن راستوں سے دل کے قلعے میں داخل ہوتا ہے۔ وہ آدمی کو اس کی مرغوب چیزوں پر ابھارتا ہے۔ یہ ایسا ہے جیسے کشتی کے لیے دریا کا بہاؤ' دیکھو کس تیزی سے کشتی رواں ہوتی ہے۔ اس لیے انسان کو اس کے داؤں سے بچنا مشکل ہے۔ جب فرشتے کسی شخص کو ایمان پر مرتے دیکھتے ہیں' تو اس کی سلامتی سے بچ جانے پر حیرت کرتے ہیں۔

قلب انسانی کے قلعے پر شیطان ہزاروں طریقوں اور ہزاروں راستوں سے حملہ آور ہوتا ہے۔ اس کے فریب اور فتنے ان گنت ہیں۔ قلب انسانی میں در آنے والے فاسد خیالات اور وساوس' اس کے ہتھیار ہوا کرتے ہیں۔ اب یہ انسان کا کام ہے کہ وہ ان شیطانی ہتھیاروں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے۔ غصہ' کبر و نخوت' غرور و مغالطہ' بدخلقی' غیبت

و استہزا، حسد و حقد، حرص و لالچ، حب جاہ و حشم، ریاکاری، خود فریفتگی، غفلت و نادانی شیطان کے پیدہ پیدہ ہتھیار ہیں۔

غرور یعنی دھوکہ و مغالطہ، تکبر و عجب ہی کی مانند، دل و اخلاق کے امراض میں مہلک ترین ہے۔ دھوکے و مغالطے میں مبتلا لوگ وہ ہیں جو اپنے آپ اور اپنے اعمال کے بارے میں بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہیں، اور ان سے پیدا ہونے والی آفتوں کے بارے میں بے خبر پڑے ہوئے ہیں۔ انھیں کھرے کھوٹے کی پہچان اور تمیز اور شعور ہی نہیں۔ یہ صرف ظاہری رنگ و صورت پر دھوکہ کھائے ہوئے ہیں۔ ان میں جو علم و عمل میں مصروف و مشغول ہیں اور گمراہی اور غفلت کے پردوں سے نکل بھی آئے ہیں، وہ بھی فریب پندار سے یکسر آزاد نہیں ہیں۔ بلکہ ہزار میں سے نو سو ننانوے اسی دھوکہ میں مبتلا ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ حق تعالیٰ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام سے کہیں گے کہ اپنی اولاد میں سے دوزخیوں کو اپنے ہاتھوں سے علیحدہ کر لیجیے۔ حضرت آدمؑ عرض کریں گے کہ بارالٰہا، کس تناسب سے یہ علیحدگی عمل میں لاؤں؟ تب حق تعالیٰ فرمائے گا کہ ہزار میں سے نو سو ننانوے دوزخی ہیں، انھیں علیحدہ کر دو۔ یہ سب لوگ اگرچہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھے جائیں گے، لیکن دوزخ کا مزہ انھیں ضرور چکھنا پڑے گا۔ ان میں سے بعض غافل ہوں گے، بعض گمراہ، بعض مغرور، اور بعض وہ کہ خواہشات کے غلام ہوں گے مگر اپنے آپ کو بے قصور تصور کرتے ہوں گے۔ غرض غرور و مغالطے میں مبتلا لوگوں کا شمار ہی نہ ہوگا، سب سے بھاری اکثریت انھی لوگوں کی ہوگی۔ ان میں علما و فقہا، زاہدین و عابدین، لیڈر اور عوام سب ہی شامل ہیں۔

ان میں پہلا گروہ علما و فقہا کا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بعض اوقات ساری ساری عمر حصول علم میں لگے رہتے ہیں، اور بہت سا علم حاصل بھی کر لیتے ہیں، لیکن عمل اور معاملات میں وہ اس پر کاربند نہیں ہوتے۔ ان کا خیال ہوتا ہے کہ علم نے انھیں اس درجے کو پہنچا دیا ہے کہ نہ وہ کبھی مبتلائے عذاب ہوں گے، نہ ان کے کسی عمل سے ان کا مواخذہ ہوگا۔ بلکہ وہ خود ہی کیا، ساری مخلوق کی نجات انھی کی شفاعت پر منحصر ہے۔ ایسے علماے بے عمل، کلام الٰہی کی رو سے، گدھے اور کتے کی طرح ہیں۔

ان میں بعض ظاہر عمل میں تو تقصیر نہیں کرتے، مگر دل کی طہارت سے غفلت برتتے ہیں۔ ان کا باطن ہمیشہ اخلاق بد سے آلودہ رہتا ہے۔ اپنے کو بہت کچھ سمجھنا، دوسروں سے حسد کرنا، نام اور شہرت کے لیے عمل کرنا، دنیوی حیثیت کا خواہاں ہونا، اور دوسروں کی بدخواہی کرنا، یہ ان کے خاص اطوار ہوتے ہیں، اس کے باوجود یہ لوگ اس خوش گمانی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ وہ بداخلاقیوں سے پاک اور محفوظ ہیں۔

جو علما و فقہا علم و عمل میں پورے ہوتے ہیں ان کو ابلیس اس طرح سے دھوکے میں ڈال دیتا ہے

کہ انھیں علم کے تکبر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ وہ انھیں اس خیال میں ڈالتا ہے کہ تم لوگ شرع کے حامل ہو' تم ہی سے بدعت کی بنیاد ختم ہوتی ہے۔ بعض علما' و اعظین' صوفیا اور قاریوں پر' جو اپنے علوم میں کامل ہوتے ہیں' شیطان اپنا دام اس طرح ڈالتا ہے کہ ہم دین کو پھیلانے کا عظیم الشان کام کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان کے دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ ان کا نام مشہور ہو' ان کی شہرت ہر طرف پر لگا کر اڑے۔ وہ نامور کہلائیں۔ لوگ دور دور سے سفر کر کے ان کی خدمت میں آئیں۔ بہت سے علما ابلیس کے ظاہری مکر و فریب سے بچ جاتے ہیں' تو وہ ان پر مخفی وار کرتا ہے۔ وہ ان سے کہتا ہے کہ میں نے تیرے برابر عالم و فاضل کسی کو نہیں پایا' اور ابلیس کے داؤ پیچ اور آمد و رفت کو اچھی طرح پہچاننے والا تجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ اگر وہ ان باتوں پر یقین کر لیتا ہے تو خود بینی میں تباہ ہوا۔ اگر اس نے شیطانی وسوسہ کو پہچان لیا تو فضل الٰہی سے بچ گیا۔

سری سقطی ؒ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص کسی باغ میں داخل ہوا' جس میں ہر قسم کے درخت موجود ہیں' اور ان پر ہر قسم کے طیور بیٹھے ہیں' اور ان میں سے ہر طائر نے اس شخص کا یہ کہہ کر استقبال کیا کہ ''السلام علیکم یا ولی اللہ'' ' اور یہ سن کر وہ شخص واقعی اپنے بارے میں اسی گمان میں مبتلا ہو گیا' تو وہ بے شک شیطان کی تلبیس کا شکار ہو گیا۔

سب سے بڑا دروازہ جس سے ابلیس لوگوں کو دھوکے میں مبتلا کرتا ہے' جہالت کا دروازہ ہے۔ ابلیس جاہلوں کے پاس بلا روک ٹوک آتا جاتا ہے۔ جاہل عابدوں اور زاہدوں کو ابلیس اپنے جال میں اس طرح پھنساتا ہے کہ وہ علم پر عبادت کو ترجیح دینے لگتے ہیں۔ بعض ارکان صلوۃ میں غلو کرتے ہیں۔ بعض نے ترک دنیا' ترک مال' ترک اولاد کو اپنا شعار بنا لیا۔ بعض نے لوگوں پر اپنے زہد و اتقا کا رعب بٹھانے کے لیے مخصوص وضع قطع اختیار کی۔ پیوند لگے لباس پہننا اکثر پھٹے حالوں میں رہنا عادت بنا لی۔ لوگوں سے بدمزاجی سے پیش آنا' منہ پھلائے رکھنا' کچھ کھانا نہ پینا' دنیا اور اس کی مصروفیات سے اظہار نفرت' قبرستانوں میں پڑ رہنا' داخل عادت کیا۔ پیری مریدی کا دھندا کرنے والے بھی ابلیس کی تلبیس میں پڑ کر ان سے پیچھے نہ رہے۔ انھوں نے اپنی ظاہری شان و شوکت کے الگ انتظامات کیے ہیں' اور ایسے بہ کثرت لوگ دکھاوے کے لیے ولی اللہ بنے پھرتے ہیں۔ ایسے علما و فضلا بھی کم نہیں جنھیں ہر دم اپنی علمیت و فضیلت کا چرچا کرنے کی فکر رہتی ہے۔ قرآن پاک کے بعض قاری ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر ڈالتے ہیں' حالانکہ نہ حروف کی ادائیگی صحیح ہوتی ہے' نہ ترتیل۔ بعض مسجدوں میں لاؤڈ سپیکروں پر با آواز بلند تا دیر قرات کرتے رہتے ہیں اور خلق خدا کو بے جا عذاب دیتے ہیں۔

دوسرا گروہ عوام ہیں۔ عوام کی اکثریت زیادہ تر جاہل ہوتی ہے' اس لیے شیطان کے لیے ان پر

اپنی تلبیس ڈالنا آسان ہوتی ہے - یہ بناوٹی زاہدوں' عابدوں اور پیروں کے بہت جلد معتقد ہو جاتے ہیں - کسی بہت بڑے جاہل کے جسم پر جبہ و دستار ہی دیکھ لیں' تو فوراً معتقد ہو جائیں گے - اگر وہ سر کو جھکا لے اور خشوع و خضوع کا اظہار کرے تو انھیں فریفتہ ہونے میں دیر نہیں لگتی - بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے بزرگوں کو شفاعت کا حق حاصل ہے' اور اس شفاعت کی حق دار ان کی اولاد ہے - حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں - اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق شفاعت وہی کر سکے گا جسے اللہ تعالیٰ خود اس کی اجازت دے گا - اسی لیے جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو کشتی میں بٹھانا چاہا تو ارشاد ہوا کہ یہ لڑکا تمھاری اہل میں نہیں - حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شفاعت اپنے ماں باپ کے حق میں قبول نہ ہوئی - نبی کریم ؐ نے اپنی پھوپھی صفیہ ؓ اور بیٹی فاطمہ ؓ سے کہا تھا کہ خدا کے یہاں میں تمھارے کسی کام نہ آؤں گا -

عوام کو شیطان کا فریب یہ بھی ہے کہ پیری مریدی کے دھندوں میں پڑ کر اپنے پیر کو اپنا نجات دہندہ سمجھ لینے کا عقیدۂ بد ان میں کثرت سے پھیلا ہوا ہے - اسی طرح کسی درگاہ سے وابستگی' کسی بزرگ کے مزار کی مجاوری' اس کے نام کا ملنگ یا فقیر بن جانا بھی اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ لیا گیا ہے - اس کے بعد خود جو کچھ کریں اس کی پرواہ نہیں کرتے - گناہوں سے بچنے کی کوشش بھی نہیں کرتے - حالانکہ صرف تقویٰ ہی ہے جو عذاب سے دور رکھتا ہے -

بعض کہتے ہیں ہمارے گناہ ہی کتنے ہیں جو ہم کو عذاب ہو گا! ہمارے گناہ کا خدا کو کوئی نقصان نہیں' اور ہماری اطاعت سے اس کو کوئی نفع نہیں' اس کا عفو ہمارے جرم سے عظیم تر ہے - یہ سوچ ایک بہت بڑی حماقت ہے - بعض لوگ کہتے ہیں ہم جلد گناہوں سے توبہ کر لیں گے اور نیک بن جائیں گے - ان کی یہ باتیں ہی رہیں' اور موت نے توبہ سے پہلے ہی ان کا خاتمہ کر دیا - خطا میں جلدی کرنا اور نیکی کو ٹالتے رہنا کوئی عقل مندی نہیں - بسا اوقات توبہ میسر نہیں ہوتی' اور اکثر توبہ ٹھیک نہیں ہوتی' بعض دفعہ قبول نہیں ہوتی -

شیطان نے اکثر عوام کو یہ دھوکہ بھی دے رکھا ہے کہ وہ نماز روزہ کر لینا' شب معراج اور شب قدر میں نوافل پڑھنا' وعظ و ذکر کی مجالس میں شریک ہونا اور رونا دھونا ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں - نہ مال حرام کمانا چھوڑتے ہیں' نہ لوگوں کے حقوق مارنا' نہ دھوکہ' فریب دہی' غیبت' تند خوئی اور دوسروں کی تذلیل و تحقیر سے اجتناب کرتے ہیں - بعض وہ ہیں جو عبادت کرتے ہیں' روتے ہیں' حالانکہ اخلاق و معاملات میں بری باتوں پر اڑے رہتے ہیں - اگر ان سے کوئی کچھ کہتا ہے تو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے" -

ایک طبقہ مال دار لوگوں کا ہوتا ہے - ان میں سے بعض مال حرام سے مسجدوں' پلوں' سراؤں

کی تعمیر کرواتے ہیں' اور دیگر رفاہ عامہ کے کاموں میں مال صرف کرتے ہیں۔ بعض ایسے نیکی کے کام مال حلال سے ہی کرتے ہیں' لیکن ان کا مقصد ریاکاری ہوتا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ اپنی بنوائی ہر سڑک' ہر مدرسے' ہر مسجد' ہر پل' ہر عمارت پر اپنا نام کندہ کروائیں۔ ان کے گردوپیش بسنے والے غریب لوگ اور ہمسائے چاہے روٹی کے ایک ٹکڑے کو ترسیں' یہ لوگ انھیں اپنے قریب نہیں آنے دیتے۔ انھیں اصلی اور بے ریا خدمت خلق کے بجائے اپنے کاموں کی تشہیر زیادہ پسند ہوتی ہے کہ ان کا نام اور کام اخبارات وغیرہ میں آئے ان کی تصاویر چھپیں' ان کی مدح میں کالم لکھے جائیں۔ بیوہ عورتوں میں کپڑے' پیسے' سلائی مشینیں' تقسیم کرنے کی خبریں اور تصویریں آئے دن اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اس طرح یتیم خانوں' مسجدوں اور مکتبوں میں عطیات دینے کی خبریں اور تصویریں بھی اخباروں' ٹیلی ویژن وغیرہ پر آتی رہتی ہیں۔

بعض مالدار وہ ہیں کہ حلال رزق سے خلوص نیت سے خرچ کرتے ہیں' لیکن اس خرچ کی نوعیت عجیب ہوتی ہے۔ جیسے مساجد کی تزئین و آرائش' اسی کو وہ نیکی کا کام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسی تزئین و آرائش سے نمازیوں کے دھیان میں خلل پڑتا ہے' اور وہ انھی نقش و نگار کو دیکھنے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور ایسے ہی نقش و نگار اپنے گھروں میں کرنے کی خواہش ان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ حضور ؐ نے مسجدوں کی آرائش و زیبائش کرنے والوں پر اور قرآن پر سونا چڑھانے والوں پر افسوس کیا ہے' کیونکہ یہ چیزیں دلوں کے تقویٰ اور عبادات میں خشوع و خضوع کو ضائع کرنے والی ہیں۔

ان مالداروں میں بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ زکوٰۃ دینا انھیں گراں گزرتا ہے۔ زکوٰۃ یا عشر بھی دیتے ہیں تو ایسے لوگوں کو جو انھی کے کارندے گماشتے ملازم' تاکہ انھیں زیادہ سے زیادہ اپنا اطاعت گزار بنالیں' یا ایسے لوگوں کو دیتے ہیں جو ہر دم حاکموں یا افسروں کی خدمت میں رہتے ہیں' تاکہ بڑے لوگوں تک ان کی رسائی ہو سکے۔ بعض لوگ تو زکوٰۃ بھی نہیں دیتے اور مال جمع کرتے چلے جاتے ہیں اور دعویٰ ہوتا ہے پارسائی کا۔ یہ بڑے اہتمام سے روزے رکھتے ہیں' شب بیداریاں ہوتی ہیں' غرض کون سا سوانگ ہے جو نہیں بھرا جاتا' مگر زکوٰۃ ساقط کرنے کے لیے حیلے کرتے ہیں۔

بعض لوگ بڑے اہتمام سے بزرگوں کے مقابر اور عرسوں پر حاضری دیتے اور حج پر حج کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے لیے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا ہے کہ "ایسے لوگ جو بے سبب حج کرتے ہوں گے وہ حج سے واپسی پر لٹے پٹے اور خالی ہاتھ ہوں گے یعنی ثواب سے محروم"۔

ایک گروہ حکمرانوں اور لیڈروں کا ہے۔ ان لوگوں پر شیطان کا زور سب سے زیادہ چلا کرتا ہے۔ غرور و مغالطے میں بھی یہی لوگ سب سے زیادہ مبتلا ہوا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے دلوں میں شیطان یہ بات ڈالتا ہے کہ تم اللہ کے پسندیدہ بندے ہو ورنہ وہ تمھیں حکومت نہ دیتا۔ اسی فریب میں

آکر وہ اپنے انداز و اطوار اور چال ڈھال میں متکبرانہ آن بان پیدا کر لیتے ہیں۔ حکمران دراصل زمین پر اللہ کے نائب ہیں' ان کا فرض اسی کے قانون شریعت پر چلنا ہے۔ یہ ایسا کریں تو اللہ انھیں پسند فرمائے گا' ورنہ اس نے بہت سے ایسے لوگوں کو بھی حکومت دی ہے جن پر اس کا غضب نازل ہوا' مثلاً فرعون' نمرود' شداد وغیرہ۔

جب تک کوئی حکمرانی کی کرسی پر نہیں بیٹھ جاتا ایک عام انسان ہوتا ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں' رفقا اور عام لوگوں سے بڑے بڑے دعوے کرتا ہے کہ حکومت میں آکر وہ ان کے لیے یہ کام کرے گا' وہ کام کرے گا۔ لیکن جب اسے حکمرانی مل جاتی ہے تو اس کے سر میں اپنی بڑائی اور عظمت کا خناس بھر جاتا ہے۔ جن لوگوں نے اسے ووٹ دے کر کرسی اقتدار پر بٹھایا ہوتا ہے ان سے کیے ہوئے وعدے وعید بھول جاتا ہے۔ عام لوگوں کے لیے اس کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اپنی جھوٹی خدائی کے نشے میں وہ اپنے اقتدار کو دائمی سمجھنے لگتا ہے۔ اس میں ایسا کبر و نخوت پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ موجودہ زمانے میں جن جن ملکوں میں آمریت قائم ہے ان کے حکمران ایسی ہی مثال ہیں۔ اللہ اور رسول ؐ کی تعلیمات سے روگردانی' اسلامی تعلیمات کا مضحکہ اڑانا' دینی اداروں کی تباہی' علما و صلحا پر مظالم ان کا شعار بنا ہوا ہے۔ ساتھ ہی اسلام کا دم بھرتے ہیں' مسجدوں میں حاضری دیتے ہیں اور عمرے پر عمرے کیے چلے جاتے ہیں۔ اپنے اقتدار کے نشے میں غرق ایسے متکبر و جابر حکمرانوں کو یہ بھی بھول جاتا ہے کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوا کرتی ہے۔ شاہ ایران کا کیا حشر ہوا؟ انور سادات' ذوالفقار علی بھٹو اور مجیب الرحمن کس انجام سے دوچار ہوئے؟ سب کے سامنے ہے۔

حکمران اور لیڈر اقتدار میں آنے کے بعد اپنے آپ کو تمام ضابطوں اور اصولوں سے آزاد کر لیتے ہیں۔ وہ اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے لگتے ہیں۔ ابلیس ان کے دلوں کو لبھاتا ہے کہ اموال عوام یعنی سرکاری خزانے سے جس طرح چاہو خرچ کرو' جس طرح چاہو اپنے لیے لے لو۔ حالانکہ یہ لوگ خزانے کے محافظ ہیں' اور ان کا فرض اس کے ایک ایک پیسے کو جائز طریقے سے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے' ملک کے استحکام و خوشحالی کے لیے خرچ کرنا ہے۔ انھیں یہ بھی بھول جاتا ہے کہ اللہ کے ہاں ان کے ہر کام کا حساب ہوگا' ایک ایک پیسے پر پرسش ہوگی۔ اکثر حکمران اپنے عوام کے حالات سے یوں بے خبر رہتے ہیں کہ ان کے مشیر اور کارپرداز انھیں یہ فریب دیتے رہتے ہیں کہ ملک میں ہر جگہ امن و امان ہے' حالات سب ٹھیک ٹھاک ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔

مخالفین کو طرح طرح سے ستانا' ان پر عرصہ حیات تنگ کر دینا' ان کے مال و اسباب' جائیدادیں ضبط کر لینا' عوام پر بے جا ٹیکس کا بوجھ لاد دینا بھی ایسے ہی حکمرانوں کا شیوہ ہوا کرتا ہے' اور وہ ایسا کرنے میں خود کو حق بجانب قرار دیتے ہیں۔ بڑے حکمرانوں کے افسران بھی بڑے ہی کام کرتے ہیں

اور ان کاموں کا قصوروار اپنے آپ کو نہیں بلکہ حکمران ہی کو قرار دیتے ہیں کہ اسی نے انھیں ایسے کام کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ بھی ان پر شیطان کی تلبیس ہے۔

غرور و مغالطہ سے کوئی شخص بچا ہوا نہیں سوائے ان لوگوں کے جنھیں شیطان کے مکروفریب سے آگاہی ہو جائے۔ ایسے ہی شخص پر محبت الٰہی کا غلبہ ممکن ہو سکتا ہے جو دنیا کو اپنی نظروں سے اوجھل کر دیتا ہے یعنی اس کا عدم و وجود اس کی نظروں میں برابر ہوتا ہے اور صرف بقدر ضرورت اکتفا کرنا اسے آجاتا ہے۔ موت اسے ہر وقت اپنے قریب کھڑی سامنے دکھائی دیتی ہے۔ یعنی وہ مرنے کے لیے تیار رہتا ہے اور خوف الٰہی سے کبھی خالی نہیں رہتا۔ یہ مشکل امور اسی پر آسان ہوتے ہیں جن پر حق تعالیٰ آسان کر دے۔ یعنی توفیق الٰہی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور یہ توفیق اسے ہی ملتی ہے جو اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اسی کی طرف بڑھتا ہے۔

تفسیر فی ظلال القرآن

جلد اول	جلد دوم	جلد سوم تا ششم
صفحات 961	صفحات 1263	زیر طبع
ہدیہ -/250	ہدیہ -/325	(ترجمہ مکمل ہو چکا ہے)

ترجمہ :- سید معروف شاہ شیرازی

-/1500 روپے میں ایڈوانس بکنگ جاری ہے

پہلے ایڈیشن میں آپ سیٹ بک کروائیں تاکہ آگے جلدوں کی اشاعت آسانی سے ہو سکے۔
اپنی رقم منی آرڈر / بنک ڈرافٹ بنام ادارہ منشورات اسلامی ارسال فرمائیں

ادارہ منشورات اسلامی بالمقابل منصورہ ملتان روڈ لاہور